مولانا محمد اسرار مدنی

نائیجریا (بوکوحرام) اور جنوبی کوریا کی مغوی خواتین کی رہائی میں مولانا سمیع الحق کا موثر کردار

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو مغربی اور قومی میڈیا نے ہمیشہ انتہا پسند اور دہشت گرد کے روپ میں پیش کیا اور ان کے دنیا بھر میں امن کے فروغ کیلئے بہت سے مثبت سیاسی، تعمیری خدمات کو پس پشت ڈالا گیا۔ یقیناً پوری دنیا جانتی ہے کہ مولانا سمیع الحق افغان طالبان کے استاد اور مربی ہونے کیساتھ ساتھ پاکستان کے ایک کٹر مذہبی سیاسی جماعت (جمعیۃ علماء اسلام) کے سربراہ بھی ہیں، تقریباً تیس برس تک ایوان بالا کے ممبر رہے، پاکستان کی آئین سازی اور قانون سازی میں بنیادی کردار ادا کیا مگر آج کی نشست میں ان کے حوالہ سے دواہم واقعات نذر قارئین ہیں جو کہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔

2007ء کی بات ہے کہ افغانستان کے طالبان نے کورین نوجوان سیاحوں کا ایک گروپ افغانستان میں گرفتار کر کے اغوا کیا جس میں اکثریت نوجوان خواتین کی تھی۔ کوریا کا کہنا تھا کہ یہ صحافی تھیں، طالبان نے رہائی کیلئے شرائط رکھیں جن میں بڑا مطالبہ یہ تھا کہ افغانستان میں آنے والے بیرونی افواج میں جنوبی کوریا کے کئی سوفوجی بھی ہیں کوریا انہیں واپس لے جائے اور اسی جنگ سے لاتعلق ہو جائے، مطالبہ میں بڑا وزن تھا فریقین کے درمیان مذاکرات کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکے اور طالبان نے ان محصور افراد کے موت کی ڈیڈ لائن مقرر کر دی ۔اس دوران کوریا کے سفارتخانہ نے مولانا سمیع الحق سے رابطہ کیا، سفارتکاروں سے بات چیت چلتی رہی انہیں کوریا کے سابق وزیر خارجہ اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل جناب بانکی مون نے بھی مولانا سمیع الحق سے رابطہ کرنے کی ہدایت کی تھی اور کیونکہ مولانا کی شناسائی ان کے ساتھ اس وقت سے تھی جب مولانا سینٹ کے قائمہ کمیٹی برائے خارجہ امور کے دورہ پر جنوبی کوریا گئے تھے، جناب بانکی مون اس وقت جنوبی کوریا کے وزیر خارجہ اور اس وفد کے ایک گونہ ہمارے میزبان تھے۔ ان کے ساتھ پاکستانی وفد کی تفصیلی میٹنگز رہی تھیں اور مولانا سمیع الحق اور سینیٹر مشاہد حسین سید وغیرہ نے

عالمی حالات کے تناظر میں انہیں یو این او کے آئندہ سیکرٹری جنرل ہونے کا عندیہ اور پیشگی مبارکباد بھی دی تھی۔

اس تعلق سے انہوں نے فائدہ لیا، مولانا مدظلہ نے کورین سفارتکاروں سے کہا کہ یہ طالبان کے اندرونی معاملات ہیں اور وہ اس میں ہماری مداخلت سے خوش نہیں ہوں گے اور تسلی بھی دی کہ افغان طالبان نے نہایت نازک حالات میں بھی خواتین پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ تاہم مولانا سمیع الحق نے انسانی مسئلہ کے بنیاد پر وائس آف امریکہ پشتو وغیرہ کے ذریعہ ملا عمر اور طالبان کو مخلصانہ مشورہ دیا کہ وہ اغواشدہ افراد کو رہا کر دیں یہی اپیل افغان صدر کرزئی سے بھی کی کہ وہ طالبان کے جائز معقول مطالبہ پر توجہ دیں اور جنوبی کوریا افواج کو افغانستان سے نکلنے کا راستہ نکالیں، مولانا کی اپیل پر طالبان نے لبیک کہتے ہوئے جنوبی کوریا کے محصور افراد جو موت کے کنارے کھڑے تھے پر امن طور پر رہا کر دئے۔ اس سے جنوبی کوریا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

۲۹؍جولائی ۲۰۰۷ کو کورین سفارتکاروں کا ایک وفد بمع چند کورین علماء کے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے مولانا سمیع الحق صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔اس وفد میں کوریا کی سفیر کم جوسوق Kim Jooseok اور فرسٹ سیکرٹری کم یونگ چن Kim Kyung Chan اور دیگر اہم افراد شامل تھے انہوں نے مولانا کی کوششوں پر اپنی حکومت اور کوریائی عوام کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔

دوسرا واقعہ اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہے، گزشتہ عرصے بین الاقوامی میڈیا نے اس کو بہت زیادہ کوریج دی تھی، تقریباً تین سال قبل نائیجریا کے ایک گرلز کالج سے تقریباً تین سو طالبات کو اغوا کر کے مشہور شدت پسند تنظیم ''بوکوحرام'' کے زیر قبضہ دشوار گزار جنگلات میں رکھا گیا، اور ایک مخصوص مہلت کے بعد ان کے قتل یا جبری نکاح کروانے کا فیصلہ کیا گیا، نائیجریا کے اس وقت کے صدر جوناتھن گڈ لک نے اپنے خصوصی ایلچی حسن شاکر کو پاکستان مولانا سمیع الحق سے ملاقات کرنے بھیجا، نائیجرین سفارتخانہ اسلام آباد نے مولانا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی مگر مولانا جماعتی پروگراموں کے سلسلہ میں لاہور میں مصروف تھے، نائیجرین ایلچی انتظار کئے بغیر اپنے سفیر مسٹر داؤد ویلودی کے ساتھ راتوں رات لاہور پہنچے اور ۱۹ فروری ۲۰۱۵ء کو مولانا سمیع الحق سے طویل ملاقات کی اور کہا کہ بوکوحرام اپنے پیغامات اور تحریک میں افغانستان کے ملا محمد عمر، جلال الدین حقانی وغیرہ کا نام استعمال کرتے ہیں، اور انہیں اپنا امیر مانتے ہیں اور وہ آپ کے زیر اثر ہیں تو آپ ان کے ذریعہ اس مشکل کو حل کروائیں، ایلچی نے پاکستان سے اپنی محبت اور دیرینہ تعلق کا واسطہ دیا اور کہا کہ پہلی دفعہ صدر ممنون حسین کا دورہ نائیجریا اس کا

ثبوت ہے۔مولانا نے خاموشی سے اس مہم کا آغاز کیا اور اسے میڈیا وغیرہ پر تشہیر سے سختی سے منع کیا کہ ہم دشمنوں کی وجہ سے ناکام نہ ہونے پائے ،اس کے بعد نائیجرین سفیر جناب داؤد صاحب کا چار پانچ مرتبہ اکوڑہ خٹک آکر مولانا سے مشاورت کرتے رہے، بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ مولانا سمیع الحق وہاں کے تمام جہادی گروپوں کے نام ایک ویڈیو پیغام عربی زبان میں ریکارڈ کروائیں، جسے تمام ٹی وی چینلوں اور یوٹیوب وغیرہ سے نشر کرایا جاسکے یہ ویڈیو کلپ سفیر نائیجریا اپنے ملک لے گئے اور صدر کی خدمت میں پیش کیا، اس وقت نائیجریا میں صدراتی الیکشن زوروں پر تھا، اور انہی مغوی شدہ بچیوں کی وجہ سے صدر جوناتھن گڈ لک کو شکست ہوئی، اور موجودہ صدر جنرل محمد بوہادی کامیاب ہوئے، کامیابی کے بعد انہوں نے انتخابی وعدوں کی بناء پر اس مسئلہ پر خاص توجہ دی، نائجیریا کے نیشنل سیکورٹی کا اجلاس بلایا جس میں نائیجرین آرمی چیف وغیرہ موجود تھے، اجلاس میں نئے صدر اور کونسل نے مولانا سمیع الحق کے تعاون کو سراہا اور شکریہ ادا کیا، اور سفیر داؤد کے ذریعہ پیغام پہونچایا اور دوبارہ تعاون کی خواہش کی۔

مولانا نے اپنے ریکارڈ شدہ پیغام میں کہا کہ بوکوحرام کو اپنے حکمرانوں سے جو بھی اختلافات ہوں مگر اپنی جدوجہد میں نبی کریمؐ کی تعلیمات کو مدنظر رکھنا ہوگا۔خصوصاً معصوم بچیوں اور خواتین کے بارہ میں کہ جہاں اسلام ان پر ہاتھ اٹھانے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا، نائیجرین حکومت کی قید میں شدت پسند تنظیم بوکوحرام کے کچھ اہم لوگ تھے ،نئے صدر کی بھی سابقہ صدر کی طرح یہ پرزور خواہش تھی کہ مولانا سمیع الحق نائیجریا آکر ان لوگوں کو بھی سمجھائیں مگر مولانا نے اعذار کی وجہ سے دعوت قبول نہ کرسکے، مولانا سمیع الحق نے بوکوحرام اور حکومت کے درمیان مذاکرات کی کامیابی اور معصوم بچیوں کی رہائی پر دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مسائل جنگ سے نہیں افہام وتفہیم سے حل کرائے جاسکتے ہیں، اور تمام مسلمانوں کو اپنے ممالک میں یہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

یقیناً سینکڑوں بچیوں کی زندگی کو بچانا مولانا سمیع الحق کا وہ عظیم کارنامہ ہے جس کی وجہ سے دلوں کی دنیا اور یادوں کی بستی میں ان کا کارنامہ ہمیشہ ضوفشاں رہے گا اور مغربی میڈیا سمیت ان تنگ نظر لکھاریوں کے لئے ایک سبق کے طور پر تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہوگا کہ دہشت گردی اور شدت پسندی کی علامت سمجھے جانے والے مولانا سمیع الحق مسلمان کیا غیرمسلموں کے لئے بھی مسیحا بن کر اُبھرے۔